

352131- کسی نے لڑکی کی وراثت اس کی رضا مندی کے بغیر لے لی تو کیا یہ لڑکی خاموشی سے اپنا حصہ اس کے مال سے نکال سکتی ہے؟

## سوال

اگر کوئی شخص میرا مال میری رضا مندی کے بغیر لے جائے حالانکہ مجھے اس مال کی ضرورت بھی ہو، اور یہ مال مجھے وراثت میں ملا ہو تو کیا میرے لیے خاموشی سے اس مال کو نکال لینا جائز ہو گا؟ اور اگر واقعی میں لے جانے میں کامیاب ہو جاؤں تو کیا مجھے اس طرح کرنے پر گناہ ہو گا؟

## جواب کا ملخص

اگر کسی کامال کسی کے پاس ہو، اور کسی بھی شرعی طریقے سے اپنا مال واپس نہ لے سختا ہو یعنی باہمی رضا مندی، یا کسی ثالثی کے ذریعے یا کس دائرہ کے تو اگر ایسے شخص کے ہاتھ دوسرے کامال لگ جائے اور وہ اس میں سے اپنا حقیقی حصہ نکال سکتا ہے فتنا نے کرام کے دو اقوال میں سے راجح قول یہی ہے۔ فتنا نے کرام کے ہاں اس مسئلے کو "مسئلة النظر بالحق" کا نام دیا جاتا ہے، لیکن اس طرح کرنے کی کچھ شرائط ہیں جو کہ تفصیلی جواب میں بیان کردی گئی ہیں، پرانچہ اگر یہ شرائط موجود ہوں تو آپ کے لیے جائز ہے کہ آپ اپنے حقیقتی حصے کے برابر اس میں سے لے سکتی ہیں۔

## پسندیدہ جواب

### مشمولات

- "مسئلة النظر بالحق" کا مضموم
- "مسئلة النظر بالحق" کے بارے میں ضوابط

## "مسئلة النظر بالحق" کا مضموم

اگر کسی کامال کسی کے پاس ہو، اور وہ کسی بھی شرعی طریقے سے اپنا مال واپس نہ لے سختا ہو یعنی باہمی رضا مندی، یا کسی ثالثی کے ذریعے یا کس دائرہ کے تو اگر ایسے شخص کے ہاتھ دوسرے کامال لگ جائے اور وہ اس میں سے اپنا حقیقی حصہ نکال سکتا ہے فتنا نے کرام کے دو اقوال میں سے راجح قول یہی ہے۔ فتنا نے کرام کے ہاں اس مسئلے کو "مسئلة النظر بالحق" کا نام دیا جاتا ہے۔

عرaci رحمه اللہ "طرح الترتیب" (226/8) میں سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث: سیدنا عقبہ بن عامر کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمیں کسی ممکن جوئی پر بھیجتے ہیں اور ہم کسی قوم کے مہمان بنتے ہیں جو کہ ہماری ضیافت نہیں کرتے تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: (جب تم کسی قوم کے مہمان بنو اور وہ تمہاری کا حکم دیں تو تم اسے قبول کرو، اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر ان سے مہمان نوازی کا اتنا حق وصول کرو جتنا بنتا ہے۔) بخاری:

(2461)

اس حدیث کے بارے میں علامہ عراقی لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے "مسئلة النظر" کے لیے دلیل لی ہے کہ اگر کسی انسان کا کسی کے پاس کوئی حق دباوا ہے، اور وہ دینے کے لیے تیار نہیں یا سرے سے انکار

بھی کر رہا ہے، تو اس مظلوم انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ ہاتھ لگنے والا اس کامال اپنے دبے ہوئے مال کے بدے میں لے سکتا ہے، چنانچہ اس پر باب اس عنوان کے ساتھ قائم کیا: "مظلوم شخص اگر ظالم کامال پالے تو مظلوم اس میں سے بدہ لے لے" ساتھ میں ابن سیرین سے حکایت کیا ہے کہ وہ بھی کہتے ہیں: مظلوم بدہ لے لے۔ انہوں نے ساتھ میں یہ آیت بھی پڑھی: **«وَإِنْ عَاقِبُوا بِمَا كَفَرُوا إِذْ هُنَّ عَاقِبُهُمْ بِهِ»** ترجمہ: اور اگر تم بدہ لینا چاہو تو اسی کی مثل بدہ لو جتنی تمیں تکلیف دی گئی ہے۔ [الغُل: 126]

اسی کے امام شافعی قائل ہیں، لہذا انہوں نے صراحت اور واضح لفظوں میں کہا ہے کہ اگر قاضی کے ذریعے اپنے حق کو وصول نہیں کر سکتا، باہم طور کہ وہ سرے سے حق تسلیم ہی نہ کرے اور حکدار کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ ہو، تو امام شافعی کہتے ہیں: جب ظالم کی وجہ جس میں اس کا حق تھا تو پھر وہی لے گا کوئی اور نہیں لے سکتا، اور اگر اسے ملتی بھی کوئی اور جس بھی تو پھر اسی میں سے لے لے۔

اور اگر قاضی کے ذریعے حق حاصل کرنا ممکن ہو بایں طور کہ وہ حق مانتا تو ہو لیکن مال مٹول کر رہا ہے، یا وہ خود تو سرے سے انکار کر رہا ہو لیکن اس کے خلاف دلیل موجود ہو، یا جب اسے قاضی کے سامنے قسم کے ساتھ پیش کیا جائے تو امید ہو کہ وہ مان جائے گا تو ایسی صورت میں خود ہی وصولی کر لے یا لازمی طور پر قاضی کے سامنے پیش کرے؛ شافعی فقہاء کرام کے ہاں دو موقف ہیں، ان میں سے اکثر فقہاء کرام کے ہاں صحیح ترین موقف یہ ہے کہ وہ خود ہی براہ راست لے سکتا ہے۔

ابن بطال کہتے ہیں کہ: امام مالک کے اس میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ ابن القاسم نے یہ موقف روایت کیا ہے کہ وہ ایسا نہ کرے، نیز ان سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر اس میں مال مطلوبہ مقدار سے زیادہ نہ ہو تو لے لے۔ جبکہ ابن وہب نے امام مالک سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر انکار کرنے والے پر کسی کا قرض نہیں ہے تو پھر بلا بھجک لے سکتا ہے، لیکن اگر اس پر دیگر لوگوں کا قرض بھی ہے تو پھر اتنا بھی حصہ لے سکتا ہے جتنا دیگر قرض خواہوں کا حصہ بتا ہے۔

جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: سونے کے بدے سونا لے لے، چاندی کے بدے چاندی لے، اور مانی جانے والی چیز کے بدے میں قابل مانی چیز لے، اور وزن کی جانے والی چیز کے بدے قابل وزن چیز لے۔ اس کے علاوہ کسی چیز کا آپس میں تبادلہ نہ کرے۔ جبکہ امام زفر کہتے ہیں: قیمت لکا کر کوئی اور چیز بھی بدے میں لے سکتا ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحیح ترین موقف اس شخص کا ہے جو آیت اور [ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی المبیہ] ہند رضی اللہ عنہ کی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے لینے کی اجازت دیتا ہے، کیا آپ اس حدیث میں دیکھتے نہیں ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے خاوند کے بچوں کو کھلانے کے لیے خاوند کے مال میں سے عرف کے مطابق لینے کی اجازت دی؛ جو کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے اپنے بچوں کے بارے میں کوتاہی کے بدے میں تھی۔ لہذا اس کے تحت ہر وہ شخص آجائے گا جس پر کوئی حق واجب ہو اور وہ اسے ادا نہ کرے، یا حق کا منہجی ہو جائے، تو ایسی صورت میں اس سے عوض لیا جاسکتا ہے۔ "ختم شد"

### "مسائۃ الظفر بالحق" کے بارے میں صوابط

پہلے سوال نمبر: (171676) کے جواب میں گورچکا ہے کہ "مسائۃ الظفر" کی تین قیود ہیں، یہ تینوں قیود مقاصدِ شریعت اور قواعدِ شریعت سے ماخوذ ہیں، چنانچہ اہل علم اس کے متعلق کہتے ہیں:

1- اپنے حق سے زیادہ نہ لے۔

2- لینے والا شخص رسولی اور سزا سے بچ سکتا ہو۔

3- عدالت کے ذریعے انسان اپنا حق لینے سے قاصر ہو، چاہے عدم دلیل کی وجہ سے، یا حصول انصاف کا طریقہ اچھا نہ ہو کہ اس میں مشقت بھی ہو اور تاخیر بھی ہو۔

چنانچہ اگر ان تینوں شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پانی جائے تو اس کے لیے "مسائۃ الظفر بالحق" پر عمل کرنا جائز نہیں ہو گا۔

اور اگر یہ تینوں شرائط پائی جائیں تو پھر آپ کے لیے اپنے حق کے برابر اس شخص کے مال میں سے لینا جائز ہو گا جس نے آپ کا مال آپ کی رضامندی کے بغیر یا ہے۔

واللہ عالم